

حج ۰ پیغام وحدت انسانیت

عبدالرحمن طاہر سورتی

اسلامی تعلیمات کے مبرجہ ہمت اجتماعہ انسانہ ایک اُمت ہے اور اللہ ان سب کا رب ہے ان ہذہ اُمتکمواُمتہ واحدة وانا ذبکموا عبیدون (۱/۱۶) لیکن لوگ اس حقیقت کے ادراک میں اختلاف کر کے قائل انسانیت کرسست رفتار بنا دیتے ہیں چنانچہ اس حقیقت کا بار بار اعلان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ جاری کیا، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت تسلیم کرنے والی جماعت (اُمتہ مُسلِمۃ) بنا کر اس کے ذریعہ انسانی وحدت کا درس جاری رکھا۔ دوسری طرف ان لوگوں کی جماعتیں مختلف فوارق و امتیازات کی بنا پر خود کو طبقات میں تقسیم کرتی رہیں۔ نئے نئے اصنام و ادبام اور نئی عہتیں پیدا کر کے خود کو بانٹتی رہیں، لیکن اللہ کے رسول نے یکے بعد دیگرے آکر باہر لڑی کہا، تم سب کا ایک ہی رب ہے، اسی کی اطاعت و تابعداری کرو اور یہ کہ تم سب آدم کی اولاد ہو۔

لا اِلهَ اِلا اللہ میں وحدتِ انسانیت، وحدتِ فکر اور وحدتِ کردار کی جو تعلیم سمو کر پیش کی گئی ہے، حج کے ذریعہ اس تعلیم کو عملی جامہ پہننا شروع کر دیا گیا ہے۔ یوں تو نماز روزہ اور زکوٰۃ بھی اسی فکر کے مختلف پہلوؤں پر عمل کا نام ہے۔ لیکن حج کے ذریعے وحدتِ انسانیت کی نشوونما کا جو انتظام کیا گیا ہے اس سے نہایت تفصیل اور کمال وضاحت سے اسلامی تعلیمات کا مدعا سامنے آ جاتا ہے یعنی یہ کہ انسانوں کا ایک ممبر و الا ہے اور وہ سب اس کے بندے ہیں۔ کائنات میں 'ارباب متفرقون' نہیں لہذا یہاں ایک اللہ کے قوانین و اسکا حکم و سنن کی مخالفت میں کوئی قانون و حکم و سنت نہیں چلتی، انسانوں نے اپنے بانٹنے کے لئے جو نظریات و فلسفے گھڑے ہیں وہ 'ارباب متفرقون' کے پیدا کردہ ہیں جو انسانیت کے لئے تباہ کن ہیں اور انہیں بالآخر نیست و نابود ہو جانا ہے اللہ کے سوا دوسرے الٰہ باطل اور حق کے سوا باطل کی تمام قوتیں زائل ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مقامی اصلاحات سے فراغت پائی تو عالمگیر دعوت اسلام اور توحیدی پروگرام کے تحت اسی سہ ماہیہ تعلیم کو عام کیا جس کے بعد انسانیت کی وحدت اور ترقی و آسودگی کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ آپ کے وہ مکاتیب مبارکہ جو اس عہد کی سربراہ اور وہ حکومتوں کے سربراہوں کے نام جاری ہوئے ان میں اسی بنیادی تعلیم کو منوانے کی دعوت ہے۔

یا اهل کتاب لعلی کلمۃ سوا ربنا ربکم
 الا نعبد الا الله ولا نشرك به
 شیئاً ولا نیتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون الله
 فان تولوا فقلوا اشهدوا بانا مسلمون
 اے اہل کتاب! او ایک ایسے کلمے کو مان لیں جو ہمیں
 اور تمہارے درمیان کیساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی
 کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک
 ٹھہرائیں اور نہ ہمیں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر اپنے میں سے
 کسی کو بت بنائے، اب اگر وہ اس سے روگردانی کریں تو
 تم چھوڑ کر گواہ بنا کر شیک ہم مسلم ایک اللہ کے فرمانبردار ہیں

(۳۳)

یہی وہ کلمہ سوا ہے جس کے بعد بہت انسانیاں اپنی نلاح و بہبود کے ایک اعلیٰ اور عظیم تر مقصد کو سامنے رکھ کر متحد طور پر کائنات کی تعمیر کرتے ہوئے صراطِ مستقیم پر چل پڑتی ہے۔ اور اپنے رب کے نظام سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ اس راہ پر مسلسل چلتے رہنے اور تیز رفتاری حاصل کرنے کے لئے انہیں ایک مادی و معنوی مرکز کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے لئے بیت اللہ دیکھ، حرم، قبا کا انتخاب کیا گیا، یہاں انسانوں کا اجتماع ایک اللہ کو مان کر اپنے فکر و قول کی وحدت کا اعتراف کرتا ہے۔ تمام دنیا کے انسان جن میں ذمہ داری اور عقول کو مساوات حاصل ہوتی ہے بلکہ کسی طبقہ نسل رنگ، قومیت، وطنیت، فقر و غنی اور زبان و لباس کا اختلاف بھی تسلیم نہیں کیا جاتا، وحدتِ انسانیت کی خاطر اعلانِ کلمۃ اللہ کو اپنا مقصد قرار دیتے ہوئے سبکب "لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لاَ شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ" کے نعرے بلند کرتے ہوئے جذبہ اتوتِ اسلامیہ و وحدتِ انسانیہ سے سرشار حاضر ہو جاتے ہیں۔

بتان رنگ و بوی کو توڑ کر ملت میں گم جو حب

نہ قرآنی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

توحید الہی اور وحدتِ انسانیت لازم و ملزوم ہیں، حج اور مناسک حج اسی توحید باری تعالیٰ اور وحدتِ انسانیت کے ترجمان ہیں۔ مسجد حرام (بیت اللہ) وہ عبادت گاہ ہے جس کے لئے قرآن پاک

کہتا ہے :

وَالسَّجْدَ الْعَرَامَ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ
سَوَارِعَ الْعَافِ فِيهِ وَالْبَاحِ
کو اس میں برابری حاصل ہے۔ (۲۲)

یہی وہ سب سے پہلا گھر ہے جو بلا تفریق و امتیاز تمام انسانوں کے لئے معرض وجود میں آیا ہے۔ اور جو تمام جہانوں کے لئے باعث ہدایت و خیر و برکت ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وَّضَعْنَا لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ
مَبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ (۲۳)
یہاں سب سے پہلا گھر جو ان لوگوں کی مہبود کے لئے
بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے اور تمام جہانوں کیلئے بابرکت و ہدایت
اس گھر کی تاسیس امام انانیت (انی جاعت للناس الامام) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس وقت کرائی گئی
جیسا اجماعی انانیت میں الاقرامیت یا اپنی وحدت کا خواب بھی ذکر کیا سکی تھی۔ امام انانیت کے بنائے ہوئے اس مبارک گھر
کو اللہ تعالیٰ نے قیام انسانیت کا ذریعہ کہا :

جَعَلَ اللهُ الْكَلْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ
قِيَامًا لِلنَّاسِ (۲۴)
اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو باحرمت گھر اور انسانوں کے نشوونما
پانے اور انکے اعتدال پر استوار رہنے کا ذریعہ بنایا ہے۔
اس گھر کو ایسا ٹھکانا قرار دیا ہے جہاں دکھی انسانیت اور خون و خطر کے ماحے ہوئے انان بار بار پلٹ کر
نپاہ حاصل کرتے رہیں گے اور سکون کی تماشائی مضطرب و بے چین انسانیت کو اس کے درد کا درماں اور امن
ان میرا آتا ہے گا۔ جعلنا البيت مثابة للناس وامننا (۲۵)

حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سنت کی یادگار ہے سب انہوں نے وحدت انسانیت کے درمیان ماحی
ہونے والے اضماع کو یکجا چور کر کے طبعاتی امتیازات میں جکڑی ہوئی دنیا کو اس گمراہی سے نجات دلانے
کے لئے نعرہ "لا اِجِبُ الْاَذْلِيْنَ" بلند کرتے ہوئے کہا تھا۔

اِنِّى وَّجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِى
فَطَّرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
میں نے اپنا رخ جھکھوئی سے اس ذات کی طرف پھیر دیا ہے
جس نے آسمانوں اور زمینوں کو فطرت پر پیدا کیا ہے اور
حنیفا و ما انا من المشركين (۲۶) میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں

لیکن ان فی شہور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وحدت انسانیت کا محکم اپنانے کی صلاحیت ذکر رکھ سکا اور

ان کے بعد آنے والے رسولوں کی یاد دہانیوں کے باوجود اس نے انہوں کو باہم گرفتار کرنا شروع کر کے لئے
 سیکڑوں بت تراش ڈالے حدیث کہ اس نے ان ہی برگزیدہ ستیوں کو انسانیت میں تفریق پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا جو انسانی
 وحدت کے داعی تھیں۔ انہوں نے اپنے شیخ و علماء، ائمہ و صوفیاء اور علماء و انبیاء کو آدھا آدھا من دون اللہ بنا
 بنا کر انسانی وحدت کو پارہ پارہ کر ڈالا، وطنیتوں، قومیتوں اور نظریوں کو ارباب بنا کر ان کے ذریعہ انسانی کا بڑا
 شروع کر دیا اور ان ہی کو ایک باپ کی اولاد ڈالنے کا سامان بنایا، انبیاء و رسول ہوں یا اجار و رہبان، اوطان و
 اقوام ہوں یا نظریات و فلسفے ان میں سے کوئی بھی وحدتِ انسانیت کی راہ میں سد بن کر کھڑا نہیں ہو سکتا
 ان ہی الاہما رسمیت و ما انتم و آباؤکم ما انزل اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلطان (۳۳)

اہم انسانیت، ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے ہدایت کی کہ وہ اللہ کے نام پر کسی قسم کا امتیاز
 برتے بغیر تمام انسانوں کو جمع ہونے کی دعوت عام دیں:

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (۱۳۲) اور آپ لوگوں میں حج کی منادی کر دیجئے ؟
 ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا تھا تو انہوں نے باری تعالیٰ
 سے عرض کی:

يَا رَبِّ وَمَا يَبْلُغُ صَوْتِي ؟ پروردگارا ! جہاں میری آواز کہاں تک پہنچے گی ؟

باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

أَذِّنْ وَعَلَى الْبَلَاغِ " آپ منادی کر دیجئے، آواز پہنچانا میرے ذمہ ہے۔

بالآخر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد سے وہ "امت مسلمہ" کھڑی ہوئی
 جس کی دُعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی، وہ امت جو تمام جہانوں کے بچے بڑے ہونے انسانوں کو
 ایک تیس کی ٹیڑھی میں پرنے پر آمادہ ہوئی، وہی نبی اور اس کی وہ امت جس کے لئے ارشاد ہوا :

الْحَادِثَاتُ الْفَاسِ بِأَبِيهِمْ لِلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا

یقیناً ابراہیم سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کے طریقہ کی اتباع کی اور یہ نبی ہے اسوہ لوگ

ہیں جو ایمان لائے۔

(۳۴)

قرآن مجید نے وحدتِ انانیہ کو مضبوط اساس پر قائم کرنے کے لئے اس ابراہیمی دعوت کو تقویت بخشتے ہوئے کہا:
 وِیْلَهُ عَلٰی النَّاسِ حِجُّ الْعَبِيَّتِ (۲۶) اور انسانوں پر اللہ کے لئے حج بیت اللہ فرض ہے۔
 دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَاطْمَئِنُّوا بِالْحَجِّ وَالْعَمْرَةِ لِلّٰهِ (۲۷) اور حج و عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو
 حج کے لئے قرآن مجید کے یہ ارشادات تمام انسانوں کو اس طرح اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں کہ
 حضرت ابن عمرؓ یا حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔

ما من احد من خلق الله الا عليه عمرة وحجة (۱۱) خلقِ خدا میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس پر عمرہ و حج
 فرض نہ ہو۔

مذکورہ بالا دو آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے ہوئے شیخ طوسی کہتے ہیں:

لیس من شرط وجوب الحج الاسلام (۳) وجوب حج کے لئے اسلام کی شرط نہیں ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا دو آیات قرآنیہ میں کافر و مسلم کی تفریق نہیں ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں:

وایضا جمیع الاخبار الواردة بوجوب الحج نیز بوجوب حج سے متعلق بیان ہونے والی جملہ روایات
 يتناول الجميع (۱۲) تمام انسانوں کو اپنے اندر لے لیتی ہیں۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی تعیلمات جملہ انسانوں کی جملہائی پر مشتمل ہونے کے باعث تمام انسانوں کے لئے واجب الیہ
 ہوتی ہیں، مگر یہ تعیلمات اللہ کفر کے اپنا نقصان کرتے ہیں۔ وہ انسانیت کو بانٹ کر اپنی ترقی کی راہیں مسدود
 کر لیتے ہیں۔ اور نزاع و تفریق کے ذریعہ انسانیت کو پارہ پارہ کر کے اپنے لئے لامتناہی جگہوں کے دروانے
 کھول لیتے ہیں، تاہم وحدتِ انسانیت کی لڑی میں انسانوں کو پروانے کے لئے ایک بلند مقصد فرمادی ہے اور
 وہ کفر و توحید ہے۔ جس کے بغیر انسانوں کا اجتماع کسی خیر پر منتج نہیں ہوگا۔ مذکورہ بالا آیات قرآنیہ (۲۶، ۲۷، ۲۸)
 میں "اللہ" اسی مقصد و حید کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ایک اللہ کو ماننے والے ایک مرکز پر جمع ہو کر انسانی
 وحدت کو بچھڑنے سے روکنا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ذریعے کس طرح وحدتِ انسانیت کی مہم کو تقویت بخشی اس کا

انوارہ ہم خطبہ حجۃ الوداع سے لگاتے ہیں، آپ نے فرمایا :

ان الزمان قد استدار کھیتہ یوم خلق اللہ
 زماز چکر لگا کر اب اپنی اسی حالت پر آگیا ہے جبکہ
 السموات والارض ۱۱
 اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا تھا۔

اسی حج کے موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا :

ایہا الناس! فان الشیطان قد یئس من
 ان یعیذ بآرضکم ہذہ ابدًا (۲)
 اے لوگو! اب ہمیشہ کے لئے شیطان ایسے ہو چکا
 ہے کہ تمہاری اس زمین میں اسکی عبادت کی جائے

حجۃ الوداع کے اس خطبہ میں آپ نے وہاں جمع ہونے والوں کو "یا ایہا الناس" سے خطاب فرما کر
 اپنے پیغام میں پوری انسانیت کو شامل کر لیا، آپ نے !

ان دمارکم و اموالکم و اعراضکم
 حرام علیکم کحرمۃ یومکم ہذا
 تمہارے خون، اموال، عزت و آبرو اسی طرح باہرمت
 میں جیسے آج کا دن باہرمت ہے۔

کے ذریعہ وحدت و مساوات انسانی کی اصل عظیم کا اعلان فرمایا :

یا ایہا الناس! انا ان ربکم
 واحد وان اباکم واحد الہ
 لا فضل لعربی علی العجمی ولا العجمی
 علی عربی ولا الاحمر علی الاسود و
 لا الاسود علی الاحمر الا بالتقویٰ (۳)
 اے لوگو! خور سے سب کو کہ تمہارا رب ایک ہے اور
 تم سب کا باپ ایک ہے، یاد رکھو نہ کسی عربی کو عجمی
 پر برتری حاصل ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر، نہ
 کسی سرخ نام کو سیاہ نام پر نہ کسی سیاہ نام کو سرخ نام
 پر، مگر فیضیت صرف تقویٰ ہے۔

تو آپ نے انسانوں میں تفریق پیدا کرنے والے تمام امتیازات مٹا کر ابد الابد تک وحدت انسانیت کا اعلان
 فرما دیا۔ اور شرف و فضیلت کے صرف اس اساسی و مسلم معیار کو باقی رکھا جس کے حامل کرنے میں تمام دنیا کے
 انسانوں کو یکساں اور مساوی مواقع دیئے گئے۔ یعنی خدا کا خوف، احساس ذمہ داری اور تقویٰ، قرآن مجید
 نے حج کی غرض و غایت کمال بلاغت سے یوں بیان فرمائی ہے :

یشہدوا منافع لہم (۲۸) تاکہ سب اپنے منفعت بخش کاموں کے لئے جمع ہو جائیں

گویا اس عالمی اجتماع میں دنیا کے ہر علاقہ سے شامل ہونے والے لوگ اپنی اپنی صلاحیتوں اور ہمدردیوں سے دوسروں کو فیض پہنچائیں گے۔ علمی، صنعتی، تجارتی، سیاسی، اقتصادی اور سماجی ترقیوں اور تجربوں کا باہمی تبادلہ کر کے وحدتِ انسانیت کو مضبوط سے مضبوط تر کریں گے۔ جانب داری و تعصب کو کام میں لائے بغیر انسانی مفادات و مسائل کی عادلانہ نمائندگی کریں گے۔ اور ولایچہر منکم نشان قوم علی ان لا تعدوا احدوا احوالہم للفقیرین کا اصول اپنے سامنے رکھیں گے۔

حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور آپ کے بعد سے آج تک دنیا کو توحید کے اصول پر وحدتِ انسانیت کا اعتراف کرنے والی اس نبیؐ تحریک کے سوا کوئی م تحریک نہیں ملتی۔ یاد رکھیے جو تحریکیں قوم و نسل یا رنگ و زبان و وطن یا قوت و طاقت اور فقر و غنی کے جدا جدا پیمانوں کے امتیازات پر انسانوں سے معاملہ کریں گی۔ وہ ہرگز وحدتِ انسانیت تک نہیں پہنچ سکتیں اور جب انہیں فیصلہ کرنا ہوگا تو وہ طاقت کی بنیاد پر کمزوروں کے حقوق ہضم کریں گی یا دولت و اقتدار کے نشہ میں موزرت مند و متعاج قوموں سے معاملہ کرتے وقت ڈنڈی اسنے میں نہ بھیچھائیں گی۔

الغرض حج کو وحدتِ انسانیت کا پیغام دینے میں جو فریقت حاصل ہے وہ آج بھی بین الاقوامی اداروں سے ملامتِ اقبالؒ کی زبان میں یہ سوال کر رہی ہے۔

مکھنے دیا خاک جیوا کو یہ پینام
 جمعیت اقوام کہ جمعیت آدم؟
 خود ملامتِ اقبالؒ کے نزدیک اسلام کا مقصود فقط ملتِ آدمؑ ہے اور سرزمینِ حرم
 وحدتِ انسانیت کا رمز ہے۔

حرم کا راز توحیدِ اُممؑ ہے

